بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

حجاب

صنفی تفاوت اور ذاتی صلاحیتوں کی بنا پر اسلام نے مرد اور عورت کے لیے الگ الگ دائرہ کار اور میدان عمل کا تعین کیا ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا مقصود بقائے نسل انسانی تھا۔ اس لیے ان دونوں صنفوں کے درمیان ایک قسم کا طبعی میلان بھی رکھا گیا تاکہ توالد وتناسل کا سلسلہ جاری رہے۔ پھر اس میلان میں انضباط قائم کرنے کے لیے "رسم مناکحت" رکھی گئی۔ کہ معاشرہ ہر قسم کے فساد سے پاک اور پرامن رہے۔

الگ الگ دائرہ کار کے تعین اور رسم مناکحت کا مقصد یہ ہے کہ "عام اختلاط مرد وزن" کو روکا جائے۔ ورنہ اس بات کا قوی امکان ہے کہ اخلاقی ومعاشرتی اقدار پامال ہو جائیں۔ اور جنسی انارکی پھیل جائے۔ اسی انارکی کو روکنے اور مردوں اور عورتوں کو اپنے اپنے طبعی فرائض کی حدود میں قائم رکھنے کے لیے شریعت اسلامیہ نے پردے کی پابندی عائد کی ہے۔ پردے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ عورت کو کسی لفافے میں بند کر دیا جائے اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ عورت اپنے فکر وعمل کو اپنے طبعی فرائض کی تکمیل تک محدود رکھے اور مرد اپنے دائرہ عمل میں پابند رہے۔ اس سے عائلی نظام میں استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اور میاں، بیوی اور اولاد کے باہمی تعلقات محکم سے محکم تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور گھر کی فضا عصمت وطہارت سے مملو ہو جاتی ہے۔ انہی مصالح کے تحت قرآن کریم میں واضح حکم موجود ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ○ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ

يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ۔ الآیۃ (النور : ۳۱)

(آپ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ ان کاموں سے باخبر ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی عصمت کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں سوائے ان کے جو لازماً کھلے رہتے ہیں اور اپنے سینے پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں)

سورۂ احزاب میں ارشاد ہوا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ (الاحزاب : ۵۹)

اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیں کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے چہروں پر چادر لٹکا کر (گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ چیز ان کے لیے موجب شناخت ہوگی اور انہیں کوئی ایذا نہ دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کریمہ میں چادر لٹکانے کے حکم کے ساتھ شناخت کا تذکرہ اس لیے کیا گیا ہے کہ اس وقت کے معاشرے میں شریف اور معزز خواتین اسی کے ذریعہ پہچانی جاتی تھیں باندیاں اور غیر معزز عورتیں عموماً اس وقت ان تکلفات کی پابند نہیں تھیں افسوس کہ ہمارے دور میں باندیوں اور غیر معزز عورتوں کے شعار کو شریف زادیوں نے اختیار کر لیا ہے چادر اور گھونگھٹ کی حیثیت تو ایک بھولی بسری داستان کی سی ہو گئی ہے اب تو سروں سے ڈوپٹہ بھی رخصت ہو رہا ہے۔

؎ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

کستان جیسی اسلامی مملکت میں آج سر کو دوپٹے سے چھپانا معیوب اور تعلیم یافتہ سوسائٹی میں جہالت
اور رجعت پسندی سمجھا جاتا ہے۔
خرد کا نام جنوں رکھ لیا جنوں کا خرد۔ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے فیشن پرستی اور
نمود و نمائش کا یہ خبط اور جنون ہماری مغرب زدہ خواتین کو کہاں لے جائے گا اللہ ہی بہتر جانتا ہے
تاہم ایک پہلو کافی حد تک امید افزا ہے وہ یہ کہ بحمد اللہ ابھی تک ہمارے ملک کی اکثر خواتین اس
وبا سے محفوظ ہیں اور وہ یہ جانتی ہیں کہ "پردہ" کی شکل میں اسلام نے انہیں جو "قلعہ" عطا کیا
ہے اسے مستحکم رکھنے ہی میں ان کا تحفظ ہے۔ ہمارے ان معروضات کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ جائز
تفریح اور خواتین کی ضروری نقل و حرکت پر ہم کوئی قدغن لگانا چاہتے ہیں کیونکہ ایسا کرنا شرعاً
درست نہیں بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر شرعی ضرورتوں کے تحت عورت کو گھر سے باہر قدم نکالنا
پڑے تو وہ ضرور نکلے مگر "تبرج جاہلیہ" کے ساتھ نہ نکلے یعنی دعوت نظارہ دینے کے لیے اپنے
زیب و زینت کی نمائش کرے نہ ان حدود حجاب و ستر کو پامال کرے جو نص قطعی (قرآن) سے
ثابت ہیں

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی مجلس میں سوال فرمایا
ایُّ شیئٍ خیرٌ للمرأۃ؟ (عورت کے لئے کونسی چیز بہتر ہے؟)
آپ کے اس سوال کا کسی نے جواب نہ دیا سب کے سب خاموش رہے حضرت علیؓ
فرماتے ہیں کہ میں خود بھی اس مجلس میں حاضر تھا لیکن مجھ سے بھی کوئی جواب بن نہ پڑا۔ جب میں
گھر واپس آیا تو میں نے یہی سوال سیدہ فاطمۃ الزہراء سے پوچھا۔ سیدہؓ نے برجستہ جواب دیا۔
لا یراھن الرجال۔ (عورتوں کیلئے سب سے بہتر یہ ہے کہ انہیں مرد
نہ دیکھیں) اس جواب سے حضرت علیؓ اس قدر خوش ہوئے کہ جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
جواب کا تذکرہ کیا آپؐ یہ جواب سن کر بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا:
"فاطمہ میرا ایک حصہ ہے"۔ (جمع الفوائد جلد ا ص ۲۱۷)

ایک طرف قرآن کریم کا نص قطعی ہے۔ اس سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہراءؓ کا

اسوہ ہے جس کے بارے میں حضرت علامہ فرماتے ہیں:

؎ آں ادب پروردۂ صبر و رضا   آسیا گرداں و لب قرآں سرا

اور دوسری طرف عشوہ طرازانِ مغرب کی فتنہ سامانیاں اور عریانیاں ہیں ایک اسلامی مملکت کی قابلِ صد احترام مسلمان خاتون جن سے اپنے لیے جو راہ چننا چاہتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اول الذکر راہ لازماً دینوی و اخروی فلاح کی راہ ہے اور ثانی الذکر راہ کی انتہا تباہی و ہلاکت کے بھیانک غار پر ہوتی ہے۔

کچھ اس شمارے کے بارے میں

"حیثیت نسواں نمبر" کی اس تیسری جلد میں ہم نے اسلام کے مسئلہ تعددِ ازدواج کے سلسلہ میں ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا ہے اور اس کے بعد "پردہ" کے تاریخی ارتقاء اور اس کے ترک سے پیدا ہونے والے حالات کا بالاختصار جائزہ لیا ہے۔ اسی طرح اس شمارے میں عورتوں کی علمی خدمات کے موضوع پر ایک مقالہ ہے۔ اور پردہ اور عورتوں کی ملازمت کے بارے میں ایک مذاکرہ کی روداد ہے۔ آخر میں ایک مذاکرے کی رپورٹ ہے جس میں صرف خواتین نے شرکت کی تھی اور عصرِ حاضر میں پیدا ہونے والے اہم مسائل پر انہوں نے اظہارِ خیال کیا تھا مذاکرے کی رپورٹ ہم نے من و عن پیش کر دی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہماری سنجیدہ، اصحابِ بصیرت اور اہلِ فکر خواتین اپنے بارے میں کس طرح سوچتی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کرام اس جلد کے مندرجات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

محمد اسحٰق بھٹی